اثر ابن عباس

پر

ایک محققانہ نظر

علامہ غلام نصیر الدین سیالوی

اثر ابن عباس پر محققانہ نظر

علامہ غلام نصیر الدین سیالوی

اثر ابن عباس کے بارے میں تحقیق:

نانوتوی صاحب نے جو آیت کریمہ خاتم النبیین کا معنی تبدیل کیا ہے وہ اثر ابن عباس کی وجہ سے کیا ہے۔حالانکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی مدفوع بھی حدیث پاک بھی قرآن مجید کی آیت کے مقابلہ میں آجائے تو اس مدفوع حدیث کی تاویل کی جاتی ہے۔آیت کریمہ میں تاویل نہیں کی جاتی۔لیکن نانوتوی صاحب اثر ابن عباس جس کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں علامہ ابن حجر مکی نے فتاوی حدیثیہ میں فرماتے ہیں کہ یہ شاذ ہے جبکہ علامہ سخاوی علامہ علی قاری۔امام سیوطی حافظ ابن کثیر علامہ ابوحیان اندلسی علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں کہ یہ اسرائیلیات میں سے ہے۔اب ہم اس کی مثال پیش کرتے ہیں کہ جب ایک حدیث پاک کا ظاہری مفہوم آیت کریمہ کے خلاف ہو تو حدیث پاک میں تاویل کی جاتی ہے۔اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔ارشاد باری تعالی۔

"لا تزر وازرۃ وزر اُخریٰ"

کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اٹھائے گا"۔اب حدیث پاک کے اندر آتا ہے۔

"ان ا لمیت لَیعذَّبُ ببکاء اھلہ علیہ"

اس سے پتہ چلتا ہے کہ کسی دوسرے کے گناہ کی وجہ سے بے گناہ کو بھی عذاب ہوجاتا ہے تو علماء نے اس کی تاویل یہ بیان کی ہے۔کہ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اگر مرنے والا وصیت کر کے جائے کہ میرے بعد خوب رونا تو تب اس کو عذاب ہوگا کیونکہ وہ برائی کا حکم دے رہا۔اور اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ وہ اپنے مرنے سے پہلے رونے پیٹنے اور ماتم کرنے کی وصیت کرتے تھے۔جیسا کہ سبعہ معلقات میں ایک شعر ہے۔ایک آدمی نے اپنی عورت کو مرتے وقت ماتم کی وصیت کرتے ہوئے کہا!

"اذا انا مِتُّ فانعینی بما انا اھلہ وشقّی علیّ الجیب یا ابنۃ معبد"

جب میں مرجاؤں تو خوب میری موت کی خبر دینا اور میرے اوپر گریبان چاک کرنا اے معبد کی بیٹی۔مولوی سرفراز نے اپنی خزائن السنن میں آیت کریمہ اور حدیث پاک میں یہی تطبیق بیان کی ہے۔

جب اللہ تعالی نے بھی فرما دیا کہ سرکار خاتم النبیین ہیں تو مولوی ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں کہ یہ لفظ اختتام نبوت ورسالت کے بیان کرنے کیلئے کافی وشافی ہے نیز لکھتے ہیں کہ لا نبی بعدہ یعنیہ کا وہی مطلب ہے جو خاتم النبیین کا

ہے اختتام نبوت پر دونوں لفظ یکساں طور پر دلالت کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ نبی پاک آخری نبی ہیں تو اس کے بعد اس اثر کو کیونکر قبول کیا جا سکتا ہے جس میں نبی پاک کی مثل چھ نبی بتلائے گئے ہیں۔

اس اثر کے بارے میں حضرت علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب کے (12) بارہ سوال ہیں جن کو ہم افادہ عوام کیلئے نقل کر رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی طرف منسوب ایک روایت میں روئے زمین کی طرح ہر طبقۂ زمین میں حضرت آدم و نوح اور حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام بلکہ خاتم النبیین ﷺ کی مثل انبیاء کے موجود ہونے کا ذکر ہے۔ جس کو بنیاد بنا کر مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کا ایک نیا معنی اختراع کیا اور اس پر تفریع مرتب کی کہ میرے بیان کردہ معنی کے مطابق آپ کے بعد یا آپ کے زمانہ میں اس زمین پر یا کسی دوسری زمین پر کوئی نبی موجود ہو اور اپنے حلقہ اور علاقہ میں نبوت و رسالت کے فرائض ادا کرتا رہے تو اس سے نبی الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت میں کوئی فرق لازم نہیں آتا۔

اس سلسلے میں بندہ کو اس روایت اور تحذیر الناس کے بنیادی مضمون پر جو اسی اثر اور روایت پر مبنی ہیں چند اشکال ہیں لہٰذا بندہ کی تسکین قلب کیلئے ان پر غور فرما کر جواب باصواب عنایت فرمائیں۔

سوال نمبر 1:

یہ روایت شاذ ہے اس میں نہ تو کسی مستند عالم نے تواتر لفظی کا قول کیا ہے اور نہ تواتر معنوی کا اور نہ ہی اسے مشہور روایت تسلیم کیا گیا ہے۔ بلکہ عام اخبار آحاد سے بھی اس کا مرتبہ کم ہے تو کیا باب عقائد میں اس قسم کی روایات قابل استناد ہو سکتی ہے علامہ ابن حجر ہیتمی مکی فرماتے ہیں۔

"صححه الحاكم ايضاً لكن ذكر البيهقي في الشعب انه شاذ المتن بالمرة قال الحافظ سيوطي هذا الكلام في غاية الحسن فانه لا يلزم من صحة الاسناد صحة المتن لاحتمال صحة الاسناد ويكون في المتن شذوذ او علة تمنع صحته. واذا تبيّن صحة الحديث اخفى ذلك عن تاويله لان مثل هذا المقام لا تقبل فيه احاديث لضعيفه ولمكين ان يؤول على ان المراد بهم النذر الذين كانوا يبلغون الجن عن انبياء البشر ولا يبعد ان يسمىٰ كل منهم باسم النبي الذي يبلغ عنه"

(فتاویٰ حدیثیہ صفحہ 141)

ترجمہ:

امام حاکم نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔لیکن امام بیہقی نے شعب الایمان میں فرمایا کہ اس حدیث کا متن شاذ ہے۔اور امام سیوطی فرماتے ہیں یہ کلام بہت عمدہ ہے کیونکہ سند کی صحت لازم نہیں آتی کیونکہ ہو سکتا ہے سند صحیح ہو متن میں شذوذ ہو یا کوئی اور علت ہو جو اس کی صحت سے مانع ہو۔جب اس حدیث کا ضعیف ظاہر ہو گیا۔اب اس کی تاویل کرنے کی کوئی ضرورت نہ رہی۔کیونکہ اس جیسے مقام میں ضعیف حدیثیں قبول نہیں کی جاتی۔اور ممکن ہے کہ اس کی تاویل یہ کی جائے کہ یہاں باقی طبقات ارض میں جن انبیاء کا ذکر پایا گیا ہے۔اس سے مراد مبلغ ہیں جو انبیاء کی جانب سے جنوں کو تبلیغ کیا کرتے تھے۔اور ہر مبلغ کو اپنے مبلغ عنہ کا نام دے دیا گیا۔

علامہ آلوسی اس اثر کے بارے میں علامہ ذہبی اور ابو حیان کی رائے ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں

"قال الذهبي اسناده صحيح ولكنه شاذ بمرة لا اعلم لابی الضحی عليه متابعا و ذكر ابو حيان نحوه عن الحبر و قال هذا حديث لاشك فی وضعه وهو من رواية الواقدی الكذاب"

(روح المعانی جلد 28 صفحہ 125)

نیز علامہ آلوسی یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس اثر کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اس زمین میں آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام موسیٰ و عیسیٰ علیہ السلام اور نبی پاک ﷺ ایسی ہستیاں ہیں جو باقی تمام لوگوں سے ممتاز ہیں۔اسی طرح باقی طبقات زمین میں ان جیسے کچھ لوگ ہیں جو ان طبقات ارض میں موجود باقی لوگوں سے ممتاز ہیں۔(روح المعانی جلد 28 صفحہ 125)

علامہ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں!

"قلت و هذا الاثر شاذ بالمرة والذی يجب علينا الايمان هو ما ثبت عندنا عن النبی ﷺ فان ثبت قطعاً اكفرنا منكره، والا نحكم عليه بالا بتداع واما غير ذالک مما لم ثبت عنه ﷺ فلا يلزمنا تسليمه ولا يمان به"(فیض الباری جلد 3 صفحہ 333)

لہذا جب ان علماء کے نزدیک یہ اثر شاذ اور ضعیف ہے اور باب عقائد میں قابل استناد نہیں یا اس کا مطلب ہی وہ نہیں جو بظاہر سمجھ آ رہا ہے تو پھر اس کو بنیاد بنا کر قطعی الثبوت والدلالۃ آیت میں تاویل اور نئے معنی کا اختراع کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

نوٹ:

مولوی سرفراز اپنے رسالہ "دل کا سرور" میں ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ روایت جس میں نبی پاک ﷺ نے ایک صحابی کو

تین نمازیں معاف فرمادیں اگرچہ صحیح بھی ہوتو باب عقائد میں خبر واحد صحیح بھی حجت نہیں کیونکہ وہ ظنی ہوتی ہے۔اس عبارت سے ثابت ہوا کہ گکھڑوی صاحب کا نظریہ یہ ہے کہ خبر واحد صحیح سے بھی عقائد ثابت نہیں ہوسکتے۔

تو ایک شاذ اور معلل اور محدثین کی تصریحات کے مطابق اسرائیلیوں سے ماخوذ شدہ اثر سے قرآن مجید کی قطع الدلالت آیت کے خلاف سات زمینوں میں چھ آدم، چھ نوح، چھ ابراہیم، چھ موسیٰ، چھ عیسیٰ اور چھ نبی پاک ﷺ جیسے نبی کیسے تسلیم کئے جاسکتے ہیں؟ گکھڑوی صاحب نانوتوی کے بارے میں تو مہر بالب ہیں گویا انہیں سانپ سونگھ گیا ہے۔البتہ اہل سنت والجماعت کے بارے میں زبان طعن دراز کرنے کی بڑی مہارت رکھتے ہیں۔

سوال نمبر 2:

اس روایت کے مطابق نوع انسانی جو طبقات سبع میں موجود ہے۔اس کے لئے سات باپ بھی تسلیم کرنے لازم ہیں کیونکہ ہر طبقہ کے بارے میں کہا گیا ہے آدم کآدمکم ،جب کہ قرآن مجید " خلقکم من نفس واحدۃ" کا اعلان فرما رہا ہے تو کیا اس شاذ روایت کو اس آیت کریمہ کا مخصص قرار دے سکتے ہیں؟ جبکہ قطعی کا مخصص قطعی ہونا ضروری ہے۔

سوال نمبر 3:

قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام سے عہد و میثاق لینے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا۔"واذ اخذ اللہ میثاق النبیین" تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس جمع معرف باللام میں سب طبقات کے انبیاء داخل ہیں یا نہیں برتقدیر اول وہ سب ہی "ثم جآء کم رسول مصدق کما معکم" کی صورت "لتؤمنن به و لتنصرن" کے پابند ٹھہرے۔لہذا طبقات دیگر کے انبیاء علیہم کی طرح ان کی ملت،شریعت منسوخ ہوگی۔اور صرف آنحضرت ﷺ کی اتباع واطاعت ہی ان کے لئے مدار فلاح و نجات ٹھہری۔لہذا آپ کے زمانہ نبوت میں ان کو صاحب شرع نبی تسلیم کرنا ازروئے نص باطل ٹھہرا۔اور برتقدیر ثانی۔اس عموم کا مخصص اسی شاذ روایت کو تسلیم کرنا ہوگا۔جس کا بطلان مستغنی عن البیان ہے۔

سوال نمبر 4:

جب باقی چھ طبقات والے انبیاء اس عہد و میثاق کے پابند نہیں خواہ النبیین کا الف لام عہد کے لئے مانیں اس پر کوئی قرینہ نہیں یا اس کو عام مخصوص البعض قرار دیں۔جس کا کوئی جواز نہیں۔تو پھر "ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین"

میں لفظ عام اسی معنی میں مستعمل ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ جس مضمون کو آیت میثاق میں " ثم جاء کم رسول مصدق کما معکم لتؤ منن به ولتنصرن " کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اسی مضمون کو یہاں خاتم النبیین سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور قاعدہ بھی یہی ہے کہ معرف باللام کے اعادہ کی صورت میں جو معنی ایک جگہ مراد ہو دوسری جگہ وہی معنی مراد ہوتا ہے۔ تو سرور عالم ﷺ خاتم ہونگے صرف طبقہ اولیٰ کے لحاظ سے نا کہ تمام طبقات کے انبیاء کے لحاظ سے۔ تو خاتم النبیین میں تاویل کی ضرورت ہی نہ رہی۔ بلکہ تاویل کرنا غلط ٹھہرا۔ تو اس صورت میں ہر طبقہ کا خاتم صرف اپنے طبقہ ارضیہ کے لحاظ سے ہی خاتم ہوگا اور ساتوں زمینوں کے خاتم ایک دوسرے کے ہم پلہ ہوں گے۔ لہذا نانوتوی صاحب کا اپنی اختراعی تقدیر کو قدرِ نبی میں سات گنا اضافہ کا موجب قرار دینا بالکل غلط ہو گیا۔ بلکہ گھٹا کر ساتویں حصے محدود کرنا لازم آ گیا۔

سوال نمبر 5:

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں رسالت مآب ﷺ کے عموم رسالت و نبوت کے نصوص مثلاً "قوله تعالیٰ ليكون للعالمين نذيرا وقوله وما ارسلنك الا رحمة للعالمين وقوله يا ايها الناس انی رسول الله اليكم جميعا وقوله عليه السلام ارسلت الى الخلق كافة وقوله عليه السلام كنت اول النبيين فی الخلق وآخرهم فی البعث وغير ذالک من الآيات ولا احاديث " جو آپ کی نبوت و رسالت کے ملائکہ جن اور تمام نوع انسانی بلکہ ہر ہر ذرہ کائنات کو محیط اور شامل ہونے پر دال ہیں۔ اور جن سے آسمانوں پر موجود انبیاء علیہم السلام کی نبوت و رسالت بھی منسوخ ٹھہری اور اب ان کیلئے بصورت نزول صرف دین محمدی کا مبلغ ہونا لازم اور ضروری ٹھہرا تو کیا یہی نصوص کلام مجید اور احادیث، دوسرے طبقات ارضیہ میں موجود انبیاء کی نبوت کے لئے ناسخ نہیں ہو سکتیں؟ جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر موجود ہونا متواتر المعنی روایات سے ثابت اور دیگر طبقات میں انبیاء کا وجود ہی ایک شاذ اثر سے ثابت ہو رہا ہے۔

سوال نمبر 6:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف منسوب روایت میں صرف یہ الفاظ ہیں۔ "وَنَبِیٌّ " كَنَبِيِّكُمْ " تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ تشبیہ اور تمثیل تمام اوصاف و کمالات میں اشتراک کو مستلزم ہے یا صرف صفتِ خاتمیت میں اشتراک کو؟ بر تقدیر اول ممتنع النظیر ذات والا صفات کے لئے چھ مثل بالفعل موجود تسلیم کرنا لازم آ گیا تو کیا قدر نبوی میں سات گنا اضافہ ہوا یا آپ کی امتیازی حیثیت کی نفی اور انکار؟ اور "مُنَزَّہٌ" عَنْ شَرِيْكٍ فِی

مَحَاسِنِہٖ" کے چھ شریک موجود ہونے کا دعویٰ؟ علاوہ ازیں ان انبیاء کو بھی رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین اور صاحب مقام محمود وشفاعت عظمیٰ تسلیم کرنا لازم ہوگا جو عموم کی صورت میں اجتماع نقیضین کو مستلزم ہے اور ہر طبقہ کے باشندوں کیلئے مخصوص رحمت وشفاعت تسلیم کرنے سے قدر نبوی کے چھ حصص کا انکار لازم آئے گا، کیا اس امر شنیع کا التزام کیا جا سکتا ہے؟ اور بر تقدیر ثانی جملہ وجوہ اشتراک سے صرف وصف خاتمیت میں اشتراک کی وجہ تخصیص کیا ہوگی؟ اور اس ترجیح بلا مرجح کا کیا جواز ہوگا؟

سوال نمبر 7:

اگر صرف وصف خاتمیت میں ہی اشتراک تسلیم کر لیں تو پھر نبی اکرم ﷺ کی خاتمیت کا تمام طبقات کو محیط ماننا اور اُن کی خاتمیت کا محدود ماننا کس دلیل (یعنی دیگر طبقات کے انبیاء کی) اور قرینہ سے ہے؟ جب کہ ظاہر یہی ہے کہ خاتمیت ہر جگہ ایک جیسی ہونی چاہیے۔ جیسے اوپر والے طبقہ کے انبیاء کیلئے ایسے ہی وہ اپنے اپنے طبقہ ارضیہ کے انبیاء کیلئے خاتم۔ لہذا فرق کرنا تحکم اور سینہ زوری ہوگا۔ کیونکہ آپ نے سلسلہ وار انبیا کا ذکر فرمایا۔ یعنی آدمھم کآدمکم" سے شروع کر کے آخر میں فرمایا ونبی "کنبیکم لہذا اس ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان خاتمین کی وہی حیثیت تسلیم کرنی چاہیے۔ جو طبقہ علیا میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ لہذا فرق تحکم اور بلا دلیل ہے اور خلاف ظاہر۔

سوال نمبر 8:

توراۃ موسیٰ علیہ السلام میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں تیری مانند نبی پیدا کرے گا جس کا مصدق باجماع اہل اسلام، حضور سرور عالم ﷺ میں اگر اس آیت میں موسیٰ علیہ السلام اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان مماثلت سے حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کا خاتم ہونا لازم نہیں آتا اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ کے خاتم ہونے کی نفی ہے تو اس روایت (اثر ابن عباس) میں جو تشبیہ مذکور ہے اس کو صرف خاتمیت میں اشتراک پر محمول کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

سوال نمبر 9:

خاتم النبیین کا معنی موصوف بوصف نبوت اولاً وبالذات لینا اور دوسرے انبیاء کو موصوف بوصف نبوت بالعرض ماننا اگر فی نفسہ درست ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ پھر آپ کے فاتح اور اول ہونے کا معنی کیا ہوگا؟ جب کہ یہ بھی خود سرور عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔ "جعلنی خاتما فاتما وخاتما کنت اول النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث" کیا فاتح اور اول کا معنی موصوف بوصف نبوت اولا وبالذات لیا جائے گا یا خاتم اور آخر

النبیین کا؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق ھو الاول و الآخر فرمایا ہے تو اس ارشاد خداوندی میں موصوف بالوجود اولاد بالذات بالاول کا معنی قرار پائے گا یا آلاخر کا؟ کیا خاتما کی تفسیر خاتماسے کرنا اور بالاول کا معنی آلاخر کا مطلب قرار دینا درست ہے؟ اور اس کو تحریف قبیح اور تخریب شنیع نہیں کہا جائے گا؟ یا اسے ذہن رسا اور امتیازی فہم وفراست کا عظیم نبوت قرار دیا جائے گا؟

سوال نمبر 10:

خاتم النبیین کا معنی موصوف بوصف نبوت اولاد بالذات لینا تفسیر کے اصول وقواعد میں سے کس قاعدہ کے تحت ہے، تفسیر القرآن بالقرآن یا تفسیر القرآن بالحدیث یا باقوال صحابہ، یا باقوال تابعین یا از روئے لغت اور قواعد عربیت ہے، جب کسی نے بھی یہ معنی بیان نہ کیا ہو اور تیرہ صدیوں میں صفحۂ ہستی پر علمی سکہ جمانے والے مفسرین اور اکابرین نے یہ معنی بیان نہ کیا ہو تو کیا اس معنی کو تفسیر بالرائے سے تعبیر نہیں کیا جائے گا؟ اور اگر چودھویں صدی میں کوئی شخص کہتا ہے کہ اس حقیقت تک کسی کا ذہن نہیں پہنچ سکا اور یہ حقیقت صرف میں نے ہی سمجھی ہے اور۔

گاہ باشد کہ کودک ناداں — بغلط بر ہدف زند تیرے

کا اپنے آپ کو مصداق قرار دے تو کیا اس امر کی اجازت دی جاسکتی ہے؟ اور یہ اجازت تحریف کا دروازہ کھولنے کے مترادف نہیں ہے؟ اور صرف مرزائیوں کو اس حق سے محروم رکھنے کی کوشش کارآمد ہوسکتی ہے؟ جب کہ وہ بھی معنی بیان کرتے ہوئے اصلی اور ظلی کا فرق نکال کر نبی اکرم ﷺ کی حیثیت اور قدر کو بڑھانے کا دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ صرف پہلوں کے خاتم نہیں بلکہ آنے والوں کے بھی خاتم ہیں۔ چنانچہ مرزا محمود احمد نے اپنے رسالہ "احمدیت کا پیغام" میں تقریباً وہی انداز اختیار کیا ہے جو نانوتوی صاحب نے اختیار کیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے!

ختم نبوت کے متعلق احمدیوں کا عقیدہ:

مذکور بالا ناواقف گروہ میں سے بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ احمدی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ اور اس کے قائل نہیں اور رسول ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے، یہ محض دھوکے اور ناواقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ جو کچھ احمدی کہتے ہیں وہ صرف خاتم النبیین کا وہ معنی جو اس وقت مسلمانوں میں رائج ہے نہ تو قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت چسپاں ہوتا ہے اور نہ اس سے رسول کریم ﷺ کی عزت اور شان اس طرح ظاہر ہوتی ہے جس عزت اور شان کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے اور احمدی جماعت خاتم النبیین کے وہ معنی کرتی ہے جو عربی لغت میں عام طور پر متداول ہیں اور جن سے رسول کریم ﷺ کی شان اور آپ کی منزلت بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور تمام بنی نوع انسان

پر آپ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔پس احمدی ختم نبوت کے منکر نہیں بلکہ ختم نبوت کے ان معنوں کے منکر ہیں جو عام مسلمانوں میں غلطی سے رائج ہو گئے ہیں ورنہ
ختم نبوت کا انکار تو کفر ہے۔(صفحہ۔ 8-7)

اگر مرزا محمود کی اس عبارت کو تحذیر الناس کے صفحہ اول کی عبارت کے ساتھ ملا کر موازنہ کیا جائے تو عوام الناس کے غلط فہمی میں مبتلا ہونے اور

"ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین"

کے بے ربط ہو جانے اور محض تاخر زمانی کے مفید فضیلت نہ ہونے پر مکمل اتفاق نظر آتا ہے۔اور طابق النعل بالنعل والی صورتِ حال پائی جاتی ہے۔نانوتوی صاحب کے لئے نئے معانی اختراع کرنے کی اجازت اور مرزائی جماعت کیلئے پابندی ایک ناروا تفریق ہوگی اور ناانصافی کی انتہا۔

سوال نمبر 11:

ہاں نانوتوی صاحب نے موصوف بالعرض کے سلسلہ کو موصوف بالذات پر اختتام پذیر تسلیم کیا ہے لیکن دریافت طلب امر یہ ہے کہ فلاسفہ کا یہ قاعدہ زمانۂ ماضی میں لاتناہی یا تسلسل اور تسلسل کو باطل ثابت کرنے کیلئے ہے یا زمانہ مستقبل کے لحاظ سے وہ مخلوقات کی انتہاء موجد و خالق جل وعلا کے موجود بالذات ہونے پر تسلیم کرتے ہیں۔اور براہین ابطال تسلسل سے اس کو مبرہن ٹھہرائے ہیں ،لہذا اس قاعدہ کا اس جگہ چسپاں کرنا غیر معقول ہے۔اور علی سبیل التنزل اگر تسلیم بھی کرلیں تو پھر دوسرے لوازم بھی تسلیم کرنا ہوں گے۔مثلاً آپ وصف ایمان کے ساتھ بھی موصوف بالذات اور وصفِ علم اور حیات کے ساتھ بھی متصف بالذات۔لہذا آپ کی بعثت پر مومن بالعرض اور عالم بالعرض اور حی بالعرض کا سلسلہ ختم ہو جانا چاہیے۔اور ختم ذاتی اور رتبی یعنی نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی بالعرض اور کوئی حی بالعرض موجود نہ ہو سکے۔اسے تو کوئی عاقل تسلیم نہیں کرسکتا۔پھر یہ کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔کہ خاتمیت ذاتیہ کو خاتمیت زمانیہ لازم ہے؟ جس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ نبی اکرم ﷺ خاتم بالذات ہیں اس لئے آپ کے بعد کوئی نبی یا خاتم بالعرض نہیں آسکتا۔

سوال نمبر 12:

علاوہ ایک طرف یہ دعویٰ کہ سلسلہ ما بالعرض کا ما بالذات پر اختتام پذیر ہوتا ہے اور اس طرح نبی کرم ﷺ کی نبوت پر دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوتوں کا اختتام لازم آجائے گا۔جبکہ دوسری طرف اپنی اختراعی معنی پر یہ تفریع مرتب

کی کہ آپ کے بعد یا آپ کے زمانہ میں اس زمین یا کسی دوسری زمین میں کسی نبی کے موجود ہونے سے آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق لازم نہیں آئیگا۔ اور ظاہر ہے کہ دونوں اقوال میں تعارض وتناقض ہے اگر ان کی نبوتیں ختم ہو چکیں تو اصل اور تابع کے فرق کی ضرورت کیا رہی اور اگر باقی ہیں تو ما بالعرض کا سلسلہ ما بالذات پر ختم کیسے ہوا؟

اس بحث کے دوران یہ بات ثابت ہو گئی کہ نبی پاک علیہ السلام کے بعد یہ دعویٰ کرنا کہ کوئی نبی آ سکتا ہے۔ یا کسی اور زمین میں کوئی اور نبی ہو سکتا ہے۔ یہ قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کی تکذیب ہے اور اقوال صحابہ اور محدثین و مفسرین کے اقوال کی غلیط ہے۔

مولوی ادریس کاندھلوی خود لکھتے ہیں کہ جب آیات و روایات اور اقوال صحابہ و تابعین اور تمام مفسرین و محدثین کی تصریحات سے ثابت ہو گیا کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں اب اس کے بعد کسی کو لب کشائی کا منصب ہی باقی نہیں رہتا۔ اس کے بعد لکھتے ہیں عجیب بات ہے کہ جس ذات بابرکات پر خاتم النبیین کی آیات نازل ہوئی اس کے بیان کردہ معنی تو معتبر نہ ہوں اور مرزائی صاحبان کے بیان کردہ اُلٹے سیدھے معنی معتبر ہو جائیں۔ (ختم نبوۃ صفحہ 50)

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆